سہیل حنیف شہید

جناب حافظ محمد ادریس صاحب

دُنیائے فانی میں ہر روز لاکھوں نومولود وارد ہوتے ہیں اور ہر روز لاکھوں انسان یہاں سے رختِ سفر باندھ کر راہیٔ مُلکِ بقا ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ ازل سے ابد تک جاری رہے گا ——— موت ایک اٹل حقیقت ہے مگر اس کی آمد کا پتہ سوائے خالقِ موت و حیات کے کسی کو نہیں ہوتا۔ بعض لوگ بظاہر زندہ نظر آتے ہیں مگر مُردوں کی طرح ہوتے ہیں۔ بعض لوگ بظاہر یہاں سے کوچ کر کے موت کی خاموش وادی میں اُتر جاتے ہیں مگر زندہ جاوید ہو جاتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والے شہدا کبھی نہیں مرتے۔ قرآن اس پر گواہ ہے اور حدیث اس پر شاہد۔

اسلامی جمعیت طلبہ اس مُلک کے پاک نظر و پاک باز نوجوانوں کی بے مثال تحریک ہے۔ بے داغ جوانیوں اور تابندہ جبینوں والے یہ نوجوان اس معاشرے کا حُسن اور اس قوم کے روشن مستقبل کی دلیل ہیں۔ تعلیمی اداروں کے غیر اسلامی ماحول اور انگریزی دور کے لادینی نظامِ تعلیم کے باوجود ان نوجوانوں نے اپنی آہِ سحر گاہی اور عشقِ مصطفےٰ ؐ سے ماحول کو منور اور معطر کر دیا ہے۔ قرآن و حدیث کی خوشبو اور صبغۃ اللہ کی جھلک اگر نظر آتی ہے تو انہی دیوانوں کے دم قدم سے ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ نوجوان فرشتے ہیں یا خطا سے مبرّا ہیں۔ یہ انسان ہیں اور ہر انسان خطا کا پُتلا ہے مگر مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اُن کا مجموعی وزن خیر کے پلڑے میں ہے۔ یہ شر کے دشمن اور بُرائی سے نبرد آزما ہیں۔ باطل نے بجا طور پر ان کے خلاف ایک مضبوط محاذ کھول رکھا ہے۔ ان پر گولیوں کی

بوچھاڑ بھی ہوتی ہے اور مخالفانہ پروپیگنڈے کی یلغار بھی۔ باطل کے اس منظم اور مسلسل پروپیگنڈے سے بہت سے غیر جانب دار لوگ بھی متاثر ہو چکے ہیں۔ دکھ اس بات کا ہے کہ بعض نیک اور خیر پسند لوگ بھی اس برین واشنگ کا شکار ہو کر شر پسندوں کی مکروہ آواز میں اپنی بھولی بھالی صدا شامل کر دیتے ہیں۔

اسلامی جمعیت طلبہ نے بے پناہ قربانیاں دی ہیں، صبر و استقامت کے ساتھ مصائب کے پہاڑ اٹھائے ہیں اور شمعِ حق روشن رکھی ہے۔ ایک جو کھی لڑائی ہے جو جمعیت کے کارکن اس ملک میں لڑ رہے ہیں۔ کوئی دن نہیں جاتا جب کسی بے گناہ نوجوان کا جسم ظلم کی گولیوں سے چھلنی نہ ہوتا ہو، کوئی رات ہی ایسی گذرتی ہوگی جب جمعیت کے کارکن اپنے کسی شہید کا جنازہ نہ اٹھاتے ہوں۔ یہ جنگ حق و باطل کی جنگ ہے۔ اس میں کون کس کے ساتھ ہے بڑا اہم سوال ہے۔

مدت بیت گئی ہے کہ میں ہر شام تھک ہار کر جب اپنے بستر پر گرتا ہوں تو مسنون دعائیں پڑھتے ہوئے یہی خدشہ دل میں ہوتا ہے کہ نہ معلوم ابھی فون کی گھنٹی بجے گی تو کیا خبر سننے کو ملے گی ہنسی خوشی قہقہے، مذاق قصّہ پارینہ بن چکے ہیں۔ کتنی ماؤں کے جگر گوشے گولیوں کا نشانہ بن گئے، کتنی بہنوں کے ارمان دفن ہو گئے، کتنے باپ اپنی لاٹھی سے محروم ہو گئے۔ کتنے بھائیوں کے بازو چھن گئے۔

میری آنکھوں کے سامنے شہداء کا قافلہ ہر شام گذرتا ہے۔ ایک ایک کو دیکھتا ہوں۔ ہر جوانِ رعنا اپنی مثال آپ۔ خوش و خرم افق کی بلندیوں سے جھانکتے ہوئے یہ نوجوان کتنے پیارے، کتنے عظیم، کتنے بھلے اور کتنے خوش قسمت نظر آتے ہیں۔ مگر ان کی مائیں؟ ان کی بہنیں؟ ان کا پورا خاندان؟ کس کرب و اندوہ سے دوچار ہے؟

قافلۂ شہداء کا نہایت پیارا اور سدا بہار ساتھی سہیل حنیف مجھے کبھی نہیں بھول سکتا۔ اس جوان سے بارہا ملاقاتیں ہوئیں۔ میرے ذہن میں صالح نوجوان کا جو تصور ہمیشہ موجود رہا ہے۔ اس کی بھرپور ترجمانی سہیل حنیف کی صورت میں میں نے دیکھی۔ اتنا پیارا بچہ جس ماں نے جنا وہ ماں مبارک باد کی مستحق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ میں وہ دن جب یہ بچہ پیدا ہوا باعثِ برکت تھا، جب وہ رخصت ہوا تو اس دن کو بھی مبارک کر گیا اور جس روز یہ دوبارہ زندہ ہوگا تو وہ لمحات بھی باعثِ برکت و مسرت ہوں گے۔

مومن کی بہت سی صفات قرآن و حدیث میں بیان کی گئی ہیں۔ آج میں ان صفات پر نظر ڈالتا ہوں اور پھر سہیل حنیف کی یادوں کا دریچہ کھولتا ہوں تو مجھے وہ ان صفات کا مرقع نظر آتا ہے۔ اللہ کی عبادت میں اپنی جوانی کھپا دینے والا، رات دن اللہ کے کلمے کی سربلندی کی لگن میں سرشار، دن کو گھوڑے (موٹر سائیکل) کی پیٹھ پر سوار اور رات کو مصلے پر اشک بار، اللہ رب العزت کا عبادت گزار، سرکار دو عالم کا اطاعت شعار، ماں باپ کا فرماں بردار، بڑوں کے سامنے مودب، چھوٹوں کے ساتھ مشفق، فرض شناس و ملنسار، یاروں کا یار، باطل کی آنکھوں میں خار۔ ظاہر میں بھی پاک صاف، باطن میں بھی پرہیزگار، خوشیوں میں سب کے ساتھ شریک، مشکل میں سب کا غم خوار۔ شہد کی مکھی کی طرح کام میں مگن و محو، بیت المال کو مضبوط کرنے کے لیے ہر دم رواں دواں، پائی پائی کا حساب رکھنے والا، قابلِ اعتماد، امین اور دیانت دار، نہ جھگڑالو، نہ ضدی، نہ عیب جو، نہ لہو و لعب کا عادی، نہ دُوں ہمت، نہ سہل انگار۔ وہ خاموشی سے سوچ بچار کا عادی تھا اور بات میں ہمیشہ شیریں گفتار۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ کا مستقل بسیرا تھا۔ خندہ رُو، روشن جبیں، بلند نگاہ، عالی ہمت، صاحب کردار۔

مجھے یاد نہیں پڑتا کہ سہیل کبھی مجھ سے ملا ہو، اور اس کی ملاقات سے قلبی مسرت نہ حاصل ہوئی ہو۔ دُبلے پتلے اور نحیف و نزار جسم میں وہ شیر کا دل، چیتے کا جگر اور شاہین کا تجسس رکھتا تھا۔ مجھ سے جب بھی ملتا میں کہتا "سہیل تم ڈائٹنگ چھوڑ دو اور کچھ کھایا کرو" وہ نہایت پیارے انداز میں مسکراتے ہوئے ایسے جواب دیا کرتا کہ طبیعت خوش ہو جاتی۔ میں نے جمعیت پر بڑے بڑے نازک لمحات کے دوران بھی سہیل کو دیکھا اُس کے چہرے سے طمانیت و سکینت کبھی غائب نہ ہوتی۔ وہ تھا ہی عظمت کا پیکر۔ میں محترم میاں طفیل محمد صاحب کے ہمراہ سہیل کو دیکھنے سروسز ہسپتال گیا۔ انتہائی نگہداشت کے حفاظتی وارڈ میں مشینوں کے رحم و کرم پر وہ بے ہوش پڑا تھا۔ مگر آج بھی اس کے چہرے پر طمانیت تھی۔ کرب کا کوئی نشان نہ تھا اور ۱۶ ستمبر کو جب وہ اپنے بھائیوں کے کندھوں پر سوار اپنے چاہنے والوں کو اپنا آخری دیدار کرانے محلے کے ہائی سکول کی

وسیع گراؤنڈ میں آیا تو اُس وقت بھی اس کے چہرے پر وہ دائمی مسکراہٹ تھی۔

سہیل کے جنازے کے ساتھ ہزاروں نوجوان تھے۔ میں چشمِ تصور میں دیکھ رہا تھا کہ سہیل کے جنازے میں شہدا کی روحوں کا قافلہ بھی شامل ہے۔ اسے خوش آمدید کہنے کے لیے ملائکہ مقربین کی جماعتیں بھی آسمان کی بلندیوں پر موجود ہیں۔ نفس مطمئنہ اپنا سفر مختصر وقت میں مکمل کر کے راضیۃً مرضیۃً جنت کی جانب محوِ پرواز ہے۔

برادر محترم محمد حنیف صاحب نے اپنے بیٹے کی شہادت پر جو باتیں کہیں وہ ہزاروں افراد نے سنیں، چھپ چکی ہیں، لاکھوں افراد پڑھ چکے ہوں گے۔ وہ باتیں تاریخِ اسلام کا تسلسل ہیں۔ یہی باتیں اسماء بنت ابوبکرؓ نے اپنے لختِ جگر عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت پر کہی تھیں۔ یہی باتیں خنساء بنت عمروؓ نے قادسیہ میں چار جوان سال بیٹوں کی شہادت پر کہی تھیں، یہی باتیں عروہ بن زبیرؓ نے تاریخ کے حوالے کیں۔ آج پھر ایک عظیم باپ اپنے عظیم بیٹے کی شہادت پر تاریخ کا قرضہ اُتار رہا تھا۔ سب کی آنکھوں سے آنسو تو پہلے ہی جاری تھے، حنیف صاحب کی ایمان افروز مختصر تقریر سے لوگوں کی آہیں اور سسکیاں چیخوں میں ڈھل گئیں، مگر لوگوں نے اپنے آپ کو ضبط کا پابند کر لیا اور میں نے دیکھا کہ یہ سب کچھ دیکھتا ہوا سہیل اب بھی مسلسل مسکرائے جا رہا تھا۔

؎
چلے وہ غنچوں کی مانند مُسکرا کے چلے
پر اپنے چاہنے والوں کو خون رُلا کے چلے

برادر محترم محمد حنیف صاحب حدیثِ رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عین مطابق جنت میں بیت الحمد کے مستحق بن چکے ہیں۔ سہیل حنیف جنت میں جا چکا ہے اور اپنے والدین کا منتظر ہے۔ اب ملاقات جنت ہی کی معطر و پاکیزہ فضاؤں میں ہو گی۔

سہیل کی والدہ کے بقول اس کا چاند دولہا بن کر چلا گیا ہے۔ ہاں وہ دولہا ہی بن کر گیا ہے۔ حورانِ جنت کی رفاقت اُسے میسر آ گئی ہے۔ ماں باپ کے دل کا قرار چھن گیا، آنکھوں کی ٹھنڈک لُٹ گئی، مگر یہ سودا گھاٹے کا سودا نہیں۔ یہاں جو کچھ بھی لُٹا دیا جائے وہ اکاؤنٹ میں جمع ہو جاتا ہے۔ بیٹا دُولہا بنے تو ماں باپ کو مبارک باد دی جاتی ہے۔ سہیل کے والدین مبارک باد کے مستحق ہیں۔